قرآن کے عجائب

خُرّم مُرادؔ

منشورات

00107 / 8

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمُ

عَنِ الْحَارِثِ الْاَعْوَرِ قَالَ مَرَرْتُ فِيْ الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ يَخُوْضُوْنَ فِيْ الْاَحَادِيْثِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَلِيٍّ فَأَخْبَرْتُ قَالَ اَوَقَدْ فَعَلُوْهَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ:

اَلَا اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ فَقُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟

قَالَ: "كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهِ نَبَأمَاقَبْلَكُمْ وَخَبْرُمَا بَعْدَ كُمْ وَحُكْمُ مَابَيْنَكُمْ، هُوَالْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ، مَنْ تَرَكَهٗ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ، وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ، وَهُوَالصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ هُوَ الَّذِيْ لَا يَزِيْغُ بِهِ الْاَهْوَآءُ، وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ،وَلَا تَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَآءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِي عَجَآئِبُهٗ وَهُوَ الَّذِيْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ اِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا [اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ] مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ، وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ اَجَرَ،وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ . خُذْهَا اِلَيْكَ يَااَعْوَرُ.

[مشکوٰۃ]

باسمہ

ایک لحاظ سے نبی کریم ﷺ کی پوری زندگی دراصل قرآنِ مجید کی تفسیر اور اس کی عملی شکل ہے۔ساری احادیث بھی قرآن مجید کا بیان،اس کی تشریح،اس کی توضیح اور اس کی تفصیلات کے مطابق ہیں۔زیرِ مطالعہ حدیث بھی قرآن مجید سے متعلّق ہے۔حدیث تو طویل ہے لیکن اس کا مضمون اپنی جگہ پر بہت صاف اور واضح ہے۔ یہ حدیث حضرت علی ابن طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے اور اُن سے جو صاحب روایت کرتے ہیں' اُن کا نام حارث ہے۔وہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ ایک مسجد سے گذرا تو لوگ بہت ساری باتوں کی کھوج کرید میں لگے ہوئے تھے۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ:اے امیر المومنین! کیا آپ نہیں دیکھتے کہ لوگ بے شمار باتوں کی کھوج کرید میں لگے ہوئے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا:اچھا، کیا لوگ یہ کر رہے ہیں؟ میں نے کہا:ہاں۔آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے سنا کہ عن قریب فتنہ نمودار ہوگا۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ! اس فتنے سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی کتاب۔اس میں اُن کے احوال ہیں جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور جو کچھ تمھارے بعد آنے والا ہے،اُس کی خبر ہے۔جو کچھ بھی تمھارے درمیان معاملات ہیں اس کا بھی فیصلہ اور حکم اس کے اندر موجود ہے۔اور یہ قطعی فیصلہ ہے،کوئی کمزور اور بے ہودہ بات نہیں ہے۔جس نے زبردست اور طاقت ور بن کر اس کتاب کو چھوڑ دیا تو اللہ اُس کو کاٹ کر رکھ دے گا اور جس نے قرآن کے علاوہ کسی اور چیز میں ہدایت تلاش کی تو اللہ تعالیٰ اُس کو گمراہ کر دے گا۔یہی اللہ کی مضبوط رسی ہے۔یہ حکمت سے بھرپور یاددہانی ہے۔یہی صراط مستقیم اور سیدھا راستہ ہے۔

یہ وہ چیز ہے کہ اس کے ذریعے آدمی کی خواہشات ٹیڑھے راستے پر نہیں جاتیں اور زبانیں اس کے درمیان خلط ملط نہیں کرتیں۔ عالم اس سے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ جتنا بھی اس کو پڑھا جائے یہ پرانا نہیں ہوتا۔ اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہوتے۔ یہ ایسی کتاب ہے جب جنوں نے اس کو سنا تو بالکل رکے بغیر اُنھوں نے کہا کہ ہم نے ایک ایسا قرآن سنا ہے کہ جو بڑا عجیب کلام ہے اور وہ سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ جس نے قرآن سے بات کی اسے سچ جواب ملا۔ جس نے قرآن پر عمل کیا اُس کو اَجر دیا جائے گا۔ جس نے قرآن کے مطابق فیصلہ کیا، اس نے انصاف کیا۔ جس نے قرآن کی طرف بلایا اس نے سیدھے راستے کی طرف بلایا۔

یہ حدیث جو آپ نے تفصیل کے ساتھ سنی ہے، قرآن کے مختلف پہلو ہمارے سامنے کھول کر بیان کرتی ہے۔ حدیث کا آغاز اس بات سے ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایک ساتھی اُن کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوتے ہیں کہ اُنھوں نے کسی مسجد میں یہ دیکھا ہے کہ لوگ کچھ باتوں کی کھوج کرید میں پڑے ہوئے ہیں۔ اب یہاں حدیث میں اس بات کی تشریح نہیں ہے کہ وہ کون سی باتیں ہیں جن کے بارے میں لوگ بحث ونزاع، جنگ و جدل اور کھوج کرید میں مصروف ہیں۔ لیکن اگر آپ تھوڑی دیر کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت یاد کریں تو یہ سمجھنا مشکل نہیں ہوگا۔ یہ وہ دور تھا جب مسلمانوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو رہے تھے، ان کے درمیان خون ریزی بھی ہوئی تھی اور مختلف گروہ نمودار ہو رہے تھے۔ سیاسی معاملات میں، عقائد کے معاملات میں، اور دین کے معاملات میں بے شمار بحثیں چھڑی ہوئیں تھیں۔ تقدیر کا مسئلہ ہو، یا گناہ کبیرہ کرنے والے کا جنت، یا جہنّم میں جانے کا مسئلہ، بے شمار مسائل تھے جو مسلمانوں کی آپس کی لڑائی نے چھیڑ دیے تھے۔ حدیث میں حدیث کا جو لفظ کہا گیا ہے تو اس سے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں ہیں۔ عربی میں حدیث بات کو کہتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ لوگ باتوں کی کھوج میں پڑے ہوئے ہیں، اُس میں بحثیں کر رہے ہیں اور ایک دوسرے سے اُلجھے ہوئے ہیں اور قرآن کو اُنھوں نے چھوڑ دیا ہے۔

قرآن کے عجائب

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی حیرت کا اظہار کیا کہ اچھا کیا اب لوگ یہ کرنے لگے ہیں! پھر آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ عن قریب فتنہ نمودار ہوگا۔ فتنے کا لفظ عربی زبان میں بہت سارے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے معنی آزمایش کے بھی ہیں اور فتنہ وفساد اور خرابی کے بھی۔ اس کے معنی تشدد اور جنگ کے ذریعے سے لوگوں کو اُن کے عقیدے کے مطابق عمل کرنے سے روکنے کے بھی ہیں۔ چنانچہ مکہ کی زندگی میں کفارِ قریش مکہ کے مسلمانوں کے خلاف جو مظالم ڈھا رہے تھے' اُن کو بھی قرآن نے فتنے سے تعبیر کیا ہے۔ اس کے ایک معنی زندگی کے معاملے میں گمراہی کے غلبہ کے بھی ہیں اور اس کے معنی زندگی کے ایسے نظام کے بھی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر قائم نہ ہو۔ یہاں پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ لفظ جن معنوں میں استعمال ہوا ہے وہ مسلمانوں کے باہمی افتراق اور انتشار، اُن کے درمیان قتل وخون ریزی اور مختلف چیزوں پر جھگڑے تھے۔ یہ لفظ فتنہ ان کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی پہلے سے پیش گوئی کر دی تھی کہ یہ چیز پیش آنے والی ہے۔ میں نے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس سے نکلنے کا راستہ اللہ کی کتاب ہے۔

یہ پہلی بات سب سے پہلے ہماری توجہ کی محتاج ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ اِس اُمت کی زندگی کی تعمیر اللہ کی کتاب پر ہوئی ہے۔ اس اُمت کو اس دُنیا کے اندر جو کچھ بھی ملا ہے' وہ اللہ کی کتاب کے واسطے سے ملا ہے۔ اس کی سوچ، اس کی فکر، اس کا اخلاق یہ سب اللہ کی کتاب نے بنایا ہے۔ عرب کی سرزمین میں، بدر کے میدان میں اور اُس کے بعد مکہ کی سرزمین میں، جو فتوحات اُن کو حاصل ہوئیں، یہ سب بھی قرآن مجید کی برکت اور اُس کا صدقہ تھا۔ اُس کے بعد تیس سال کے عرصے میں شمالی افریقہ سے لے کر پورے مشرق وسطیٰ پر اُن کا غلبہ ہو گیا جیسی کہ قرآن مجید نے پیش گوئی کی تھی۔

اللہ کی کتاب کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کے نتیجے میں ان کے دل بھی بدلے، اخلاق بھی

بدلے، اعمال بھی بدلے اور زندگی بھی بدل گئی۔ دُنیا کے اندر اُن کو خوش حالی نصیب ہوئی اور غلبہ اور عزت اُن کے حصّہ میں آئی اور آخرت کا اَجر بھی اُن کے لیے لکھا گیا۔ حدیث کے اس ٹکڑے کے معنی یہ ہیں کہ مسلمانوں کے اندر جب بھی کوئی خرابی پیدا ہوگی تو اُس خرابی کا علاج سوائے اللہ کی کتاب کے کسی دوسرے نسخے میں نہیں۔

یہ بات ایک اور جگہ اس طرح بھی کہی گئی ہے کہ شروع کے دنوں میں جس چیز سے اِس اُمت کی بھلائی وابستہ تھی، آنے والے ہر دور میں بھی اُسی سے وابستہ رہے گی۔ ہم ہزار نسخے تجویز کرلیں، اور اُن کو عمل میں لے آئیں لیکن وہ اُمت جو قائم ہی قرآن مجید اور اُس پر ایمان کی بنیاد پر ہوئی ہے، قرآن مجید کی نفی کرنے کے بعد اس کے وجود کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو جو کچھ بھی اس دنیا میں عطا کیا ہے' قرآن مجید کے واسطے سے عطا کیا ہے۔ اُس کے اندر اگر زوال آئے، پستی آئے، پسماندگی آئے، جہالت آئے، مغلوبیت آئے، ذلت آئے، تو اس سب سے نکلنے کا راستہ اللہ کی کتاب ہی ہے۔ اگر باہمی افتراق وانتشار پیدا ہو اور مسلمان ایک دوسرے کی جان و مال اور عزت و آبرو کے درپے ہو جائیں، مسلمان کا مال مسلمان کے لیے حلال ہو جائے، مسلمان کا خون مسلمان کے لیے حلال ہو جائے تو بھی آدمی سو نسخے سوچے مگر کوئی نسخہ کام نہیں کرے گا' سوائے ایک نسخے کے اور وہ ہے اللہ کی کتاب۔

یہ اس میں سب سے پہلی بات کہی گئی ہے اور یہی دراصل سب سے اہم بات ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ اس کتاب کے اندر جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے رکھ دی ہیں' نبی کریم ﷺ نے اُن سب کا ایک ایک کر کے ذکر فرمایا ہے۔ فرمایا کہ جو تم سے پہلے ہو چکا ہے' اُس کی خبر اس کتاب کے اندر موجود ہے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ جو حالات آج پیش آ رہے ہیں، وہی حالات اس سے پہلے بھی پیش آ چکے ہیں۔ یہ کتاب کھول کر بیان کرتی ہے کہ اس سے پہلے بھی لوگوں کو فتنوں اور فساد کا اور بگاڑ کا سامنا کرنا پڑا اور اُن کا کردار کس طرح بگڑ گیا اور پھر کس طرح سُدھرا اور ٹھیک ہوا۔ مثال کے طور پر یہ کتاب عاد اور ثمود اور قوم لوط اور قومِ شعیب کا تفصیل

سے بیان نہیں کرتی لیکن وہ بنی اسرائیل کا ذکر بڑی تفصیل سے کرتی ہے۔ بنی اسرائیل ہماری طرح وہ اُمت تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے کتاب اور اپنی ہدایت کی نعمت سے نوازا تھا۔ اُن کو تورات کی امانت دی گئی اور ان کو اُس نے اپنا کام کرنے کے لیے منتخب فرمایا۔ اُس کے بعد اُن کے اندر بگاڑ پیدا ہوا، باہمی لڑائی شروع ہوئی، وہ حق کے راستے سے ہٹنے لگے۔ جن لوگوں نے بھلائی کی طرف بلایا اُنھوں نے ان کی مخالفت کی، ناشکری اور نافرمانی کا راستہ اختیار کیا۔ بنی اسرائیل کی تفصیل تورات کے اندر موجود ہے، قرآن مجید نے اس کی طرف بے شمار اشارے کیے ہیں اور فرمایا کہ کیونکہ اُنھوں نے ہم سے اپنا میثاق توڑ دیا' اس لیے ہم نے اُن پر لعنت کی اور اُن کے دلوں کو سخت کر دیا۔ لعنت اور دلوں کی سختی یہ ہے کہ اچھی بات معلوم ہو لیکن دل پر اثر نہیں کرتی۔ وعظ اور تدریس کی کمی نہیں ہے، لیکن امت کی حالت میں بہتری پیدا نہیں ہوتی۔ یہ اس لیے ہے کہ قرآن مجید تو ایک میثاق بن کر نمودار ہوا ہے۔ قرآنِ مجید، اپنے ماننے والوں کے درمیان اور قرآن مجید دینے والے کے درمیان ایک معاہدے اور میثاق کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ میثاق یہ ہے کہ جو اِس کو مانے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے تو وہ اس کے اوپر عمل بھی کرے اور اس کو لے کر کھڑا بھی ہو۔

فرمایا کہ تم سے پہلے جو قومیں گزر چکی ہیں' ان کی خبر اس کتاب میں موجود ہے۔ آئینہ تمھارے سامنے ہے۔ اس کتاب کو پڑھو تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ تم سے پہلے جو لوگ گزر چکے' ان کے اندر کیا خرابیاں پیدا ہوئیں، اُن کے عقائد کس طرح بگڑے، اُن کی عبادتیں کس طرح خراب ہوئیں، اُنھوں نے نماز کو کس طرح ضائع کیا، مال کی محبت کس طرح پیدا ہوئی، سود کی لعنت میں کس طرح گرفتار ہوئے، یتیموں اور بیواؤں کے اوپر مظالم کیوں شروع ہوئے، بادشاہ اُن کے اوپر کیوں مسلط ہو گئے؟ یہ سارے کے سارے واقعات قرآن نے بھی بیان کیے ہیں اور تورات میں تو بہت تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔

پھر فرمایا: جو کچھ تمھارے بعد آنے والا ہے اس کی خبر بھی اس کتاب میں موجود ہے۔

بعد میں آنے والے کا تعلّق دو چیزوں سے ہے۔ ایک تو دنیا میں جو تاریخ بعد میں آنے والی ہے، اُس کی خبر بھی اس کتاب کے اندر موجود ہے۔ اور دوسرے، موت کے بعد جو زندگی پیش آنے والی ہے، جو کبھی ختم ہونے والی نہیں ہے، اُس کی خبر بھی اس کتاب کے اندر موجود ہے۔

یہ قرآن مجید کے وہ علوم ہیں جن کو ہمارے علما نے بیان کیا ہے اور اُن کی طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے۔ بعد میں تاریخ کا جو دور آنے والا ہے اُس کے بارے میں قرآنِ مجید نے یہ پیشن گوئی تو نہیں کی کہ یہ لازماً پیش آنے والا ہے لیکن اُس نے وہ اُصول بیان کیے ہیں جن کے مطابق اللہ تعالیٰ قوموں کے ساتھ معاملہ کرے گا۔ جو ظالم اور فاسق ہوں گے، جو زمین میں فساد برپا کریں گے، اُن کو اللہ تعالیٰ زمین کی امامت سے ہٹا لے گا اور تباہ و برباد کر دے گا یا معزول کر دے گا۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ساری دُنیا کے انسانوں کا امام اور قائد بنایا تو اُنھوں نے پوچھا کہ کیا امامت میری اولاد کو بھی منتقل ہوگی؟ تو اللہ تعالیٰ اس بات کو واضح کر دیا اور فرمایا: لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (البقرۃ ۲:۱۲۴)، میرا عہد ظالموں تک منتقل نہیں ہوگا۔ گویا دوسرے الفاظ میں اس کتاب میں اس بات کی خبر موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو جو مقام بھی عطا فرمایا ہے، وہ مقام اس لیے نہیں عطا فرمایا کہ اس پر کسی نام کا لیبل لگا ہوا ہے بلکہ اس لیے عطا فرمایا ہے کہ قرآن مجید کے ساتھ اس نے وفاداری برتی، اللہ کی اس کتاب پر عمل کیا اور اس کے پیغام کو لے کر وہ کھڑی ہوئی۔ جب وہ اپنی اس وفاداری کو ترک کر دے گی اور دوسری جگہ آشنائیاں کرتی پھرے گی تو اللہ تعالیٰ اُس کو ذلیل و خوار کرے گا۔

اس کتاب میں اس کا بھی بیان ہے کہ کون سے اعمال اور طریقے ہیں جن سے تم دُنیا میں سربلندی اور عزت حاصل کر سکتے ہو، تمھارے درمیان اعتماد پیدا ہو سکتا ہے، اور کون سا طریقہ ہے جس سے ذلت اور پستی تمھارا مقدر بن جائے گی اور تم باہمی افتراق اور انتشار اور خون ریزی کا شکار ہو جاؤ گے۔ گویا تمھارے جتنے معاملات ہیں اُن کے بارے میں احکام اور فیصلے اس کتاب کے اندر موجود ہیں۔ جن جھگڑوں کے اندر تم پڑے ہوئے ہو اور جن معاملات میں آپس

میں تمھارے درمیان لڑائی ہو رہی ہے، ان سب کے بارے میں فیصلہ قرآن مجید کے اندر موجود ہے۔ زندگی کے تمھارے جو بھی معاملات ہیں' اُن سب کے بارے میں اس کتاب کے اندر احکام موجود ہیں۔ اگر زندگی کی راہ چلنی ہو اور صحیح راستہ اختیار کرنا ہو تو وہ اسی قرآنِ مجید سے معلوم ہوسکتا ہے۔ یہ بالکل فیصلہ کن بات ہے۔ اس میں جو احکام دیے گئے ہیں اور جن چیزوں کے بارے میں فیصلہ کر دیا گیا ہے وہ بالکل اپنی جگہ قطعی اور اٹل ہے۔ اس میں کوئی کمزوری نہیں ہے۔ قرآن مجید کی پیشن گوئیاں ایک ایک کر کے پوری ہوتی گئی ہیں۔ یہ وہ پیشن گوئیاں نہیں جو ہمارے زمانے کے نجومی کرتے ہیں، اس سال یہ ہونے والا ہے اور اُس سال یہ ہونے والا ہے۔ بلکہ افراد اور قوموں کی تقدیر کے بارے میں قرآن نے جو بھی فیصلے کر دیے ہیں وہ ٹھیک ٹھیک اُسی طرح پورے ہوئے ہیں جس طرح اُس نے بتایا تھا۔

اس حدیث میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ زمین پر زبردست بن کر اپنے آپ کو غالب کر لیتے ہیں، وہ جب اس کتاب کو چھوڑ دیتے ہیں تو اللہ اُن کو کاٹ کر رکھ دیتا ہے۔ مسلمانوں کے جن حکمرانوں نے غالب ہو کر جبر کا راستہ اختیار کیا، اللہ تعالیٰ ایک ایک کر کے اُن کو معزول کرتا گیا، اُن کی جڑ کٹتی گئی اور اُن کی جگہ دوسری قومیں آتی گئیں اور اس منصب کے اوپر فائز ہوتی گئیں۔ بنو اُمیّہ گئے، بنو عباس گئے، سلاجقہ آئے، ترک آئے، منگول آئے، مختلف قومیں آتی گئیں لیکن جو بھی ظلم، زیادتی اور عدوان کے اندر حد سے آگے بڑھ گئیں تو پھر اللہ تعالیٰ نے اِن کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ جس نے یہ چاہا کہ وہ زندگی بسر کرنے کا راستہ قرآن کے علاوہ کہیں اور سے تلاش کرے تو اللہ تعالیٰ نے اُس کو بھٹکا دیا اور گمراہ کر دیا۔ مسلمان، ایرانیوں کے پاس گئے ہوں، جوگیوں کے پاس گئے ہوں یا آج واشنگٹن اور لندن میں بھیک مانگتے پھرتے ہوں کہ زندگی کیسے بسر کی جائے اور زندگی کا نظام کن بنیادوں پر قائم ہو، لیکن جس نے قرآن سے منہ موڑ کر اس کو کہیں اور تلاش کیا تو پھر اللہ تعالیٰ اُس کو گمراہ کر دے گا اور راہ سے بھٹکا دے گا۔ یہ دراصل اللہ کی مضبوط رسی ہے۔ یہ اشارہ ہے قرآن مجید کی اُس آیت کی

طرف جس میں کہا گیا ہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آلِ عمرٰن ۳:۱۰۳) اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑلو اور تفرقے میں مت پڑو۔ اسی میں تمھاری دُنیا کی اور آخرت کی بھلائی ہے۔ اسی سے تمھارا اتحاد وابستہ ہے۔ اگر تم نے اللہ کی رسی کو چھوڑا تو تم نسل اور رنگ اور زبان اور مختلف بنیادوں پر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اللہ کے ساتھ لڑنا شروع کردو گے۔ اس رسّی کو چھوڑ کر تم پستی و ذلت کی گہرائی میں جا گرو گے۔ اگر تم نے اس رسی 'قرآن مجید' کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا تو اتحاد اور محبت کی نعمت بھی تمھارے حصّے میں آئے گی اور دُنیا کے اندر سربلندی اور عزت بھی تمھیں ملے گی۔

یہ دراصل وہ یاددہانی ہے جو حکمت سے بھری ہوئی ہے۔ قرآن مجید کہیں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میں کوئی ایسی بات بتانے آیا ہوں جو تمھاری فطرت اور انسان کی حالت کے لیے اجنبی ہو۔ وہ تو نیکی کو نام ہی معروف دیتا ہے، یعنی وہ چیز جو آدمی کی پہچانی ہوئی ہے، اور برائی کے لیے منکر کا لفظ استعمال کرتا ہے یعنی وہ چیز جو آدمی کے لیے اجنبی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہم تو تمھیں تمھاری ہی فطرت کا بھولا ہوا سبق یاد دلانے آئے ہیں کہ اپنے خالق کی بندگی کرو، اُس کی اطاعت میں زندگی بسر کرو۔ خدا کے بندے ہمیشہ یہی پیغام لاتے رہے اور اسی میں ساری حکمت و دانائی پوشیدہ ہے۔ قرآنِ مجید تو حکمت کی اُن ساری باتوں کی دراصل یاددہانی ہے جو ازل سے انسان کے ورثے میں چلی آرہی ہیں۔ یہ کتاب سیدھا راستہ ہے۔ آدمی زندگی بسر کرے تو اِسی کتاب کے اوپر چلے۔

آگے آپ ﷺ نے فرمایا کہ خواہشات تو ہم سب کے اندر ہوتی ہیں۔ خواہش دولت کی بھی ہوتی ہے، محبت کی بھی ہوتی ہے، اچھا کھانے پینے اور پہننے کی بھی ہوتی ہے اور زندگی میں شہرت اور کامیابی کی بھی ہوتی ہے۔ ساری خواہشات بری نہیں ہوتیں، لیکن جو آدمی اس کتاب کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھام لے تو پھر اُس کی خواہشات اُس کو کبھی کجی اور ٹیڑھ کی طرف لے کر نہیں جائیں گی۔ وہ صحیح راستے سے بھٹک کر غلط راستے کی طرف نہیں جائے گا۔ اُس کی جائز

خواہشات پوری ہوں گی اور جو خواہشات اُس کو سیدھے راستے سے ہٹانے والی ہوں گی اُن سے خود قرآن مجید روک دے گا۔ اس طرح زندگی کے بہت سارے مسائل کا حل اس قرآن مجید کے اندر موجود ہے۔ نہ وہ کھانے سے منع کرتا ہے نہ پینے سے، نہ شادی بیاہ سے منع کرتا ہے، نہ کاروبار اور تجارت سے اور نہ سلطنت وحکومت ہی سے منع کرتا ہے لیکن ان سب کو وہ حدود کا پابند کرتا ہے۔ جو اس کتاب کی پیروی کرے گا تو یہ ساری چیزیں حدود کی پابند رہیں گی اور کہیں کوئی کجی اور انحراف پیدا نہیں ہوگا۔

اس کتاب کے مضامین اتنے واضح اور صاف ہیں کہ جو آدمی ہدایت کی نیت سے اس کی جانب جائے اور اس کو سمجھنا چاہے تو اس کے اندر کوئی التباس، کوئی شبہ، کوئی چیز خلط ملط نہیں ہے، بلکہ ہر چیز اپنی جگہ پر واضح، روشن اور صاف ہے۔ اس کے اندر اتنے مضامین اور علوم بیان ہوئے ہیں کہ جو واقعی علم کی تلاش کر رہا ہو، وہ اس سے کبھی سیر نہیں ہوسکتا۔ علم کی خواہش اور پیاس کبھی بجھ نہیں سکتی۔ جتنا آدمی اس کو پڑھے گا، جتنا اس میں اُترے گا، جتنا اس سے روشنی حاصل کرے گا اُتنا ہی اس کی پیاس بڑھتی جائے گی۔ یہ اِسی کتاب کا کمال ہے کہ آدمی ایک دفعہ دو دفعہ پڑھ کر یہ نہیں کرتا کہ اِسے شیلف کے اوپر رکھ دے بلکہ چودہ سو سال سے لاکھوں کروڑوں انسان روز اس کو پڑھتے ہیں، مہینہ میں ایک دفعہ ختم کرتے ہیں، سال میں ایک دفعہ ختم کرتے ہیں اور اس کے باوجود اس کے مضامین ختم نہیں ہوتے۔ علما کبھی اس سے سیر نہیں ہوں گے۔ یہ اِسی بات کی ایک اور پہلو سے تشریح ہے کہ بار بار کثرت کے ساتھ پڑھنے سے بھی کبھی یہ پرانا نہیں محسوس ہوتا۔ اس کی تازگی اور خوشبو ہمیشہ برقرار رہتی ہے۔ زمانے کے گزرنے کے ساتھ بھی برقرار رہتی ہے۔ انسان نے سائنس میں اور ٹکنالوجی میں کتنی ہی ترقی کیوں نہ کرلی ہو، لیکن قرآن مجید کے بیانات آج بھی اُتنے ہی تروتازہ اور اُتنے ہی صحیح ہیں جتنے کہ آج سے چودہ سو برس پہلے تھے۔ آج بھی اُس کی آیات اسی طرح چلتی پھرتی دکھائی دیتی ہیں جس طرح، پہلے دکھائی دیتی تھیں۔ ایک آدمی اگر اس سے تعلّق پیدا کرلے، تو جتنا بھی وہ

پڑھتا جائے، اس کو سمجھتا جائے، اس پر اپنا وقت لگائے، راتیں لگائے، دن لگائے لیکن کبھی یہ چیز پرانی اور باسی نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ اُس کی شادابی، اُس کی تازگی اور اُس کی شگفتگی برقرار رہتی ہے۔ اس کے عجائب کبھی ختم نہیں ہوتے۔

پھر آپ ﷺ نے اُس واقعے کی طرف اشارہ فرمایا جس کا ذکر قرآن مجید نے کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے تو کچھ جن حاضر ہوئے۔ وہ خاموشی سے سننے لگے۔ پھر آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو! یہ کس کتاب کی تلاوت کر رہے ہیں۔ جب تلاوت ختم ہوگئی تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس واپس گئے۔ اُنھوں نے کہا کہ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۝ یَّهْدِیْٓ اِلَی الرُّشْدِ (الجن ۷۲:۱-۲) ’’ہم نے ایک بڑا عجیب قرآن سنا ہے جو راہ راست کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔‘‘ پھر اُنھوں نے یہ کہا کہ ہم اس پر ایمان لائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کتاب ایسی ہے کہ جو سچّائی اور انصاف سے بھری ہوئی ہے۔ جو آدمی قرآن مجید کی بنیاد پر بات کرے گا‘ وہ بات سچ ہوگی اور جو اس کے مطابق فیصلہ کرے گا وہی انصاف کے مطابق ہوگا۔ جو اس پر عمل کرے گا اس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور جو قرآن مجید کی طرف بلائے گا تو وہی سیدھے راستے کی طرف بلائے گا۔

اگر آپ اس پوری طویل حدیث کو پھر اپنے ذہن میں تازہ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ آج اُمت مسلمہ پوری دُنیا میں اور ہمارے ملک میں جس حال سے گزر رہی ہے اور ہم میں سے ایک ایک آدمی اپنی گھریلو اور پرائیویٹ زندگی میں جن حالات سے گزر رہا ہے، اُن سب کی طرف اس حدیث میں اشارہ کر دیا گیا ہے۔ جو بھی جھگڑے ہیں اُن کا حل اِسی کتاب کے اندر موجود ہے۔ مسلمانوں کے لیے اگر کوئی راستہ نجات کا راستہ ہے، بھلائی کا راستہ ہے، باہمی لڑائی‘ تفرقے اور خون ریزی کو ختم کرنے کا راستہ ہے، تو وہ وہی ہے جو اس کتاب کے اندر موجود ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس اُمت کی ساری زندگی قرآن مجید سے وابستہ ہے اور دُنیا کے اندر اس کو جو کچھ بھی پیش آنے والا ہے، اس بنیاد پر پیش آنے والا ہے کہ وہ اِس کتاب کے ساتھ

کیا معاملہ کرتی ہے۔ اگر وہ اس کتاب پر عمل کرتی ہے تو وہ دُنیا میں اور آخرت میں سر بلند ہو گی۔ اللہ تعالیٰ نے بالکل صاف صاف قرآن مجید میں اس بات کی خبر دی ہے۔ اگر قومیں ایمان اور تقوے کا راستہ اختیار کریں گی تو ہم آسمانوں سے برکتیں برسائیں گے، اور زمین کے نیچے سے رحمتوں کے چشمے اُبلنے شروع ہوں گے۔ اگر یہ لوگ قرآن مجید کو قائم کریں گے تو اوپر سے بھی کھائیں گے اور نیچے سے بھی کھائیں گے۔ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ○ (الاعراف ۷:۹۶) ''اگر بستیوں کے لوگ ایمان لاتے اور تقوے کی روش اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں کے دروازے کھول دیتے، مگر اُنھوں نے تو جھٹلایا، لہٰذا ہم نے اس بری کمائی کے حساب میں اِنھیں پکڑ لیا جو وہ سمیٹ رہے تھے''۔

ہماری ہزار سال کی تاریخ گواہ ہے کہ یہ محض وعدے نہیں تھے بلکہ یہ پورے ہوئے۔ قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد تقریباً ۵۰ سال کے عرصے میں، بڑی بڑی حکومتیں مسلمانوں کے آگے سرنگوں ہو گئیں۔ شہروں نے اپنے دروازے اُن کے لیے کھول دیے۔ آبادیوں کی آبادیوں کے دل اُن کے لیے مسخر ہو گئے اور عرب کے چرواہے اور تاجر اور گڈریے، بھیڑ اور بکری چرانے والے ساری دنیا کے لیڈر اور امام بن گئے۔ مگر جب اُنھوں نے اس کتاب سے گریز کیا تو کبھی اللہ تعالیٰ نے اُن پر ایک قوم کو مسلط کیا، کبھی دوسری قوم کو، کبھی تاتاری آئے اور کبھی یورپین اُٹھے اور اُن کو ذلیل اور رسوا کرتے رہے۔

اگر آج ہمارے ملک میں اور پوری دُنیا میں مسلمان ایک ارب سے زیادہ ہونے کے باوجود اور ۵۵ آزاد ملکوں کے ہونے کے باوجود، اور بہترین انسانی وسائل، معدنی وسائل اور مادی وسائل کے باوجود اور دُنیا کے پانی کے اور ہوا کے راستوں پر قابض ہونے کے باوجود اگر کہیں ان کا وزن نہیں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کی زندگی میں قرآن مجید کا وزن نہیں ہے۔ جتنا وزن وہ قرآن مجید کو اپنی زندگی میں دیں گے، اُتنا ہی وزن اُن کو دُنیا کے اندر نصیب ہو گا۔

اس حدیث پر آپ جتنا بھی غور کریں گے تو یہ محسوس کریں گے کہ یہ ہمارے انفرادی‘ اجتماعی سارے امراض اور بیماریوں کے حل کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ قرآن مجید کا تو یہ دعویٰ ہے کہ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ (یونس ۱۰:۵۷) ’’یہ وہ چیز ہے جو دلوں کے امراض کی شفا ہے۔‘‘ مرض اور بیماری تو انسان کے سینوں اور دلوں سے شروع ہوتی ہے۔ فی قلوبھم مرض۔ یہ حدیث بھی آپ جانتے ہیں کہ آدمی کے جسم میں جو دل ہے، یہ اگر بگڑ جائے تو زندگی بگڑ جاتی ہے، یہ سدھر جائے تو ساری زندگی سدھر جاتی ہے۔ لہٰذا اس کے امراض کا علاج تو اللہ کی کتاب ہے۔ یہ راستہ بتانے آئی ہے۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم اس کے پیچھے چلیں اور اس رسّی کو پکڑ لیں۔ اس میں حکمت کی جو باتیں بتائی گئی ہیں اُن کو اختیار کریں۔ ہمارے معاملات کا جو فیصلہ قرآن مجید نے کیا ہے‘ اُس فیصلے کو قبول کریں اور اُس کے پیچھے چلیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھ کو اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❖ ❖ ❖

جس حدیث کا مطالعہ کیا گیا ہے‘ اس کا اُردو ترجمہ درج ذیل ہے:

حارث الاعور بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد سے گزرا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ بحث کر رہے تھے۔ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور کہا کہ اے امیر المومنین! کیا آپ نہیں دیکھ رہے کہ لوگ آپس میں مناظرہ کر رہے ہیں۔ فرمایا: کیا وہ ایسے ہی ہیں۔ میں نے کہا: ہاں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ عنقریب فتنہ برپا ہوگا۔ میں نے کہا کہ اس سے نکلنے کا کیا راستہ ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کتاب اللہ۔ اس میں تم سے پہلے لوگوں کی خبریں اور بعد میں آنے والے لوگوں کی خبر‘ تمھارے درمیان حکم ہے اور اس کی بات قولِ فصیل ہے۔ مذاق نہیں ہے۔ کسی متکبر نے اگر اس کو چھوڑ دیا تو اللہ اس کو ریزہ ریزہ کر دے گا اور جس نے قرآن کو چھوڑ کر کسی اور سے ہدایت طلب کی‘ اللہ اسے گمراہ کر دے گا۔ یہ اللہ کی مضبوط رسی ہے اور یہ ذکرِ حکیم ہے۔ یہ سیدھا راستہ ہے‘ یہ ایسی کتاب ہے کہ اس سے

صرف وہی شخص گمراہ ہوتا ہے جو اپنی خواہشات کی پیروی کرے۔اس سے زبانیں خلط ملط نہیں ہوتیں۔علماء اس سے سیر نہیں ہوتے۔ بار بار دہرانے سے پرانا نہیں ہوتا۔اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے۔ یہ وہ کتاب ہے کہ جب جنوں نے سن لیا تو متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔حتیٰ کہ پکار اُٹھے: اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا...... الخ کہ ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔اس کے ساتھ ہم ایمان لائے۔جس نے اس سے بات کی اس نے سچ کہا۔جس نے اس پرعمل کیا اس کو اجر دیا جائے گا۔جس نے اس پر فیصلہ کیا اس نے عدل کیا اور جس نے اس کی طرف لوگوں کو بلایا اس نے سیدھے راستے کی طرف بلایا[اے اعور اس کو لے لو]

❖❖❖

پیغام قرآن سیریز

خرّم مُراد کے ۱۴ دروسِ قرآن

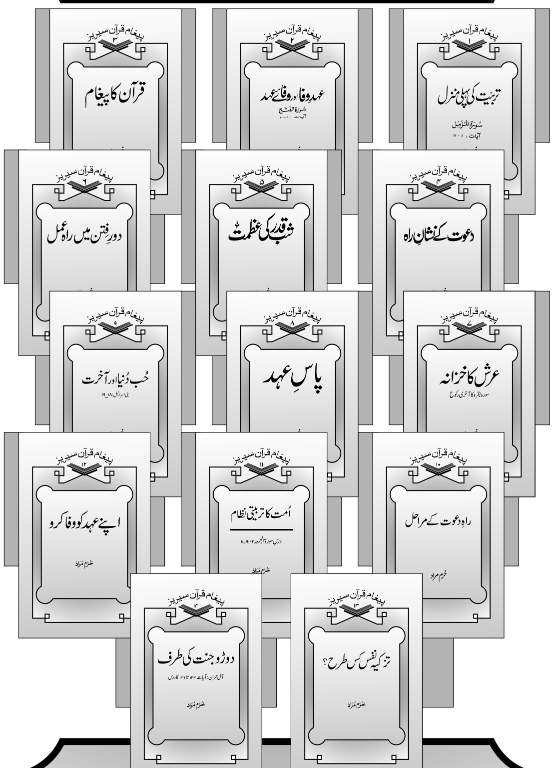

ہماری ۴۰۰ سے زائد قرآن وسیرت، ادبی اور بچوں کی کتب کے لیے

فہرست طلب کریں۔ اپنا پتا SMS کیجیے 0333-4364525

دعوتی و تربیتی لٹریچر کی اشاعت میں منفرد نام

منشورات

منصورہ، ملتان روڈ، لاہور- 54790